سوال

(16)ابن عربی کے اچھا ہونے کی نسبت علماء میں اختلاف

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابن عربی کے اچھا ہونے کی نسبت علماء مختلف ہیں۔ فیصلہ کن بات کیا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جب مسائل میں علماء کا اختلاف ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی کسی کی نسبت فتوی لگانے میں بھی اختلافِ رائے ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کی حالت ہمیشہ ایک نہیں رہتی، ایک وقت انسان سے لغزش ہوجاتی ہے تو دوسرے وقت رجوع کرلیتا ہے، کسی کو رجوع کا پتہ لگتا ہے، کسی کو نہیں لگتا، جس کو لگ گیا۔ اس نے اس پر نیک گمان کیا اور دوسرا بدستور بدگمان رہا، کبھی غلطی پر اطلاع نہیں ہوتی تو انسان اسی طرح غلطی پر گزر جاتا ہے۔ جن کو حالات کا پورا علم نہیں ہوتا وہ تو صرف غلطی دیکھ کر بدگمان ہوجاتے ہیں، اور جو پورے واقف ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ دیدہ دانستہ اس غلطی پر نہیں تھا، بلکہ اس کا باعث بے خبری تھی اور کبھی ایک بات ایک کی نظر میں گمراہی ہوتی ہے دوسرے کی نظر میں گمراہی نہیں ہوتی، اس لیے بھی فتوی میں اختلاف ہوجاتا ہے۔ غرض اس قسم کے وجوہات پیدا ہوکر اختلاف رائے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ہٹ دھرمی کے طور بھی کسی کو اچھا برا کہا جاتا ہے۔ مگر خیر امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم یا علامہ شوکانی وغیرہ تو ایسے شخص نہ تھے۔ کہ ان کے فتوی اس قسم کے ہوں۔ ان کے فتووں کے وجوہات تو وہی پہلے ہیں۔

اب ہمیں اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیے۔ جو بات ان کی غلط ہے اس کو غلط کہنا چاہیے اور ان کی ذات کی نسبت اس آیت پر عمل کرنا چاہیے :

’’تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ‘‘

’’یہ امت ہے جو گزر چکی، جو انہوں نے کیا ان کے لئے ہے اور جو تم نے کیا تمہارے لئے، تم ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ کئے جاؤ گے‘‘ (سورة

البقرة:141)

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد01